ادبیات

غزل

(جناب شمس نوید عثمانی)

سرد بہاروں کی لاشوں سے جب پھولوں کی چادر سرکی — دل نے نظارہ سوز خزاں سے شمع جلا دی "حسنِ نظر" کی
صدیوں کی بدقسمت راتیں ڈھونڈ رہی ہیں راہ سحر کی — مشرق کے آگے سے ڈھا دو دیواریں برف اور پتھر کی
کتنے بدصورت پسماندہ انسان ہیں دامن پھیلائے — لوٹ رہا ہے "حسن" اکیلا دولت ساری پریم نگر کی
یہ رنگ و بو کی طغیانی جھوم اٹھی نوعِ انسانی — کس کی نظر ہے خونِ دل ہر کسکو خبر ہے پس منظر کی
پہلے کبھی زرخیز زمیں کی مٹی سے ڈھلتے تھے انساں — آج نئے انساں کی نسلیں نسلیں ہیں لوہے پتھر کی
وقت کی بزمِ عیش و طرب میں ساز بہت ہیں تار نہیں ہے — اپنے تبسم کی ٹھنڈک میں آگ ملا دے سوزِ جگر کی
قیدِ قفس سے چھوٹنے والو قیدِ قضا سے پاؤ رہائی — کوندرہی ہے برق فضا میں خبر نہیں ہے بال و پر کی
اب تو زمیں پر مرنے والو کوچۂ جاناں میں جاں دے دو — زیست ہے عہد سود و زیاں میں ایک مصیبت جیون بھر کی

غزل

(جناب فانی مرادآبادی)

تیرے دیدار کی تمنا نے — مجھکو کیا کر دیا خدا جانے
حسن کافر لگا ہے شرمانے — کہہ دیا کیا مری تمنا نے
رات کا دل لرز کے رہ جائے — اہلِ دل چھیڑ دیں جو افسانے
آج تو پی گیا ہے زاہد بھی — آج تو پاک ہیں یہ پیمانے
ذرے ذرے میں جان پڑتی ہے — عشق جب چھیڑتا ہے افسانے
حسن کو ہم سمجھ بھی سکتے ہیں — عشق کیا چیز ہے خدا جانے
شمع نے پھینکدی ہے کیسی کمند — لپکے آتے ہیں خود ہی پروانے
توبہ محکم سی ہوتی جاتی ہے — ٹوٹتے جا رہے ہیں پیمانے
رند آئے ہیں جھوم کر فانی — گنگنانے لگے ہیں مے خانے